AL-ILM Journal

Volume 6, Issue 2

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title کتاب ”پیغمبر اعظم وآخر“ از ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کے منہج واسلوب کا تجزیاتی مطالعہ

Author (s): Dr. Muhammad Umer Farooq
Dr. Abdul Rehman

Received on: 17 June, 2022
Accepted on: 28 September, 2022

Published on: 10 December, 2022
Citation: English Names of Authors, “Kitaab “ Peghamber e Azam wa Akhir” az Dr. Naseer Ahmad ky Manhaj wa Asloob ka Tajziyati Mutalya”, AL-ILM 6 no 2 (2022):157-183
Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

کتاب ”پیغمبر اعظم و آخر“ از ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کے منہج و اسلوب کا تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر محمد عمر فاروق*

ڈاکٹر عبد الرحمن**

Abstract

When ALLAH created human beings, He began sending prophets to guide them in their intellectualism and activities. Their instruction began with Aadam and lasted with Prophet Muhammad (PBUH). As a result, the prophets' followers preached and passed on their lives to future generations. Muhammad (PBUH) is one of the prophets, and his followers maintained his life (Seearah) in every way and passed it down to future generations, resulting in Seerah of the Holy Prophet becoming the complete branch of knowledge. Muslim scholars have written extensively on the subject of Seerah from the first century to the present day, including Doctor Naseer Ahmed Nasir, whose contribution in the shape of the book "The Great Prophet and the Last" has received widespread recognition. In this research paper his approach and methodology has been discussed.

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو زمین پر آباد کیا تو اس کی فکری و عملی رہنمائی کے لیے انبیاء کرام کا سلسلہ شروع کیا، جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر آپ ﷺ پر مکمل ہوا، ہر نبی پر ایمان لانے والوں نے اس نبی کے دنیا سے جانے کے بعد اپنے نبی کا نام و نسب، ان کے خاندان، لوگوں سے ان کا میل جول اور خصوصاً ان کی پیغمبرانہ شخصیت کو لوگوں کے سامنے اجاگر کیا۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے مبعوث فرمایا، تو آپ ﷺ کا خاندان، نام و نسب، بلکہ آپ ﷺ کی نبوت سے پہلے اور بعد کی مکمل شخصی اور نبوی زندگی سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آگاہ تھے، چنانچہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دین اسلام کا پیغام لے کر دنیا میں پھیل گئے تو انہوں نے دنیا میں نہ صرف دین اسلام کے پیغام کو پہنچایا بلکہ دعوت دین کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے اقوال، افعال، تقریرات اور آپ ﷺ کے ذاتی اوصاف اور اخلاق کریمہ سے بھی تمام امت کو آگاہ کیا۔ اور ”شخصیت رسول ﷺ سے آگہی“ کا سلسلہ اتنا عام ہوا کہ جب تفسیر، حدیث، فقہ جیسے علوم مدون کیے گئے تو اس وقت یہ سلسلہ دنیا میں ”سیرت النبی ﷺ“ کے نام سے متعارف ہو کر لوگوں کی دلچسپی کا محور بن

---

*لیکچرر، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

**اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف سیالکوٹ

گیا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی مکمل سیرت کو اولاً کتب حدیث میں جمع کیا گیا اور بعد میں مستقل اس پر پہلے عربی میں اور پھر آہستہ آہستہ دنیا کی مختلف قومی وعلاقی زبانوں میں کو لکھا گیا، سیرت نگاری میں دلچسپی نہ صرف مسلمانوں کی علمی کاوشوں میں مقدم رہی، بلکہ غیر مسلم مصنفین نے بھی اپنی اپنی زبانوں میں اس علم کو اپنے قلم سے روشناس کرایا۔

دنیا میں دین اسلام کی جہاں اہل عرب نے خدمت کی، تو اس کے ساتھ ساتھ اہل عجم نے بھی اشاعت دین میں اپنا اپنا حصہ ڈالا، اور تمام دینی علوم کو اپنی اپنی علاقائی زبانوں میں لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اہل عجم کے ان علاقوں میں سے ایک برصغیر پاک وہند کا علاقہ ہے جس نے اردو اور فارسی زبان میں تمام دینی علوم میں نہ صرف فکری وعملی گراں قدر خدمات سرانجام دیں، بلکہ برصغیر پاک وہند میں دخول اسلام سے لے کر آج تک پیش آمدہ تمام مسائل کے حل کو دینی علوم سے مستنبط کرنے کے لیے نئے نئے مناہج بھی متعارف کروائے۔

برصغیر پاک وہند کے اہل علم طبقے کی دینی علوم میں ناقابل فراموش خدمات میں سے ایک "رسول اللہ ﷺ کی سیرت نگاری" ہے۔

اور یہ خدمت جن اہل علم کے قلم کا موضوع بنا ان نابغۂ روزگار شخصیات میں سے ایک مملکت خداداد پاکستان کے عصر حاضر کے نامور اسکالر جناب ڈاکٹر نصیر احمد ناصر صاحب بھی تھے جن کی بے شمار علمی کاوشوں میں "پیغمبر اعظم وآخر" جیسی اہم ترین کتاب بھی شامل ہے، زیر نظر مقالہ میں ڈاکٹر صاحب کی اس کتاب کے منہج اسلوب کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر اور ان کی علمی خدمات:

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر: آپ کا نام "نصیر احمد" تھا البتہ آپ کا تخلص "ناصر" تھا، اسی لیے آپ اپنا پورا نام "نصیر احمد ناصر" لکھا کرتے تھے، اور ڈاکٹر صاحب اپنی کتابوں کے دیباچوں کے آخر میں ہمیشہ اپنے آپ کو "تلمیذ القرآن" لکھا کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب ہندوستان کے صوبے پنجاب کے مشہور شہر امرتسر میں ایک کشمیری گھرانے میں 1914ء میں پیدا ہوئے (1)۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنا تعلیمی سفر امرتسر کے مشہور سکول "ایم اے او ہائی سکول" سے شروع کیا، اور سکول سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد بقیہ تعلیم امرتسر کے مشہور کالج "ایم اے او کالج" سے حاصل کی۔ آپ نے 1943ء میں بی اے آنرز کیا، اور پھر 1945ء میں ایم اے معاشیات کی ڈگری حاصل کی، اس کے بعد 1947ء میں جامعہ پنجاب لاہور سے ڈاکٹریٹ آف لٹریچر (ڈی لٹ) کی ڈگری حاصل کی۔
ڈاکٹر صاحب 13 اپریل 1997ء کو لاہور میں وفات پائے اور آپ کو پنڈ قبرستان گلبرگ تھری میں دفنایا گیا (2)

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی علمی خدمات:

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر صاحب ایک عظیم مذہبی سکالر، محقق، ادیب، فلسفی، مؤرخ اور اقبالیات و جمالیات کے ماہر تھے، آپ نے بے شمار تحقیقی و علمی خدمات سر انجام دیں، آپ کی ان علمی کاوشوں میں: جمالیات قرآن حکیم کی روشنی میں، اقبال اور جمالیات، اسلامی ثقافت، تاریخ جمالیات، حسن انقلاب، فلسفۂ رسالت، آرزوئے حسن، داستان اندلس، ارمغان خالد، شیطان کا جمالیاتی فریب، سوچ، سرگزشت فلسفہ، حریف آدم، تاریخ ہسپانیہ اور روداد سفر حجاز جیسی اہم ترین کتابیں شامل ہیں(3)۔ ڈاکٹر صاحبؒ کی کثرت تصانیف سے ان کی علمی زندگی میں تصنیفی جدوجہد کا اندازہ ہوتا ہے۔

کتاب "پیغمبر اعظم و آخر" کا تعارف اور خصوصی امتیازات و اوصاف:

کتاب "پیغمبر اعظم و آخر" کا عمومی تعارف: ڈاکٹر نصیر احمد ناصر صاحبؒ کی شہرہ آفاق کتاب "پیغمبر اعظم و آخر" پہلی مرتبہ سن 1988ء میں مطبع فیروز سنز لاہور سے شائع ہوئی، جو کہ 655 صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے سر ورق پر "ایوارڈیافتہ" بھی لکھا ہوا، جس سے اندازہ ہوتا کہ ڈاکٹر صاحبؒ کو اس کتاب پر ایوارڈ بھی ملا تھا۔

سبب تالیف: کتاب لکھنے کا اصل محرک اور سبب ڈاکٹر صاحبؒ دیباچہ میں خود ذکر کیا ہے وہ فرماتے ہیں "عظیم انسانوں کے سوانح حیات پڑھنے کا مجھے بچپن ہی سے شوق رہا ہے، ہر سوانح عمری پڑھ کر ہمیشہ میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا کہ وہ شخص عظیم کیسے بن گیا؟ حبیب خدا ﷺ کی سیرت طیبہ پڑھی تو پھر یہی سوال پیدا ہوا، عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ سیرت طیبہ پر نئی نئی کتابیں زیر مطالعہ آتی رہیں اور یہ سوال مختلف انداز سے اور زیادہ شدت اختیار کرتا گیا، لیکن سیرت کی کتابوں میں اس کا تسلی بخش جواب اس واسطے نہ مل سکا۔۔۔ اس کا جواب معلوم کرنے کی خاطر میں نے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے حوالے سے قرآن مجید کے ایک ایک گوشے کا خلوص دل اور تحقیق کی نظروں سے مطالعہ کرنا شروع کر دیا، شب و روز کے مطالعہ و تفکر سے میری حیرت بڑھتی گئی اور دل میں نئے نئے سوال پیدا ہوتے گئے"۔(4) وہ سوال کون کون سے تھے جو اس کتاب کو تصنیف کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحبؒ کے مد نظر تھے ان کو ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحبؒ خود فرماتے ہیں: "آپ ﷺ امی یعنی لکھے پڑھے نہ تھے، کسی سے تعلیم و تربیت نہ پائی تھی چالیس برس تک آپ ﷺ نے لوگوں میں ایک عام مگر اچھے، سچے، دیانت دار اور راست باز شہری کی طرح زندگی گزاری، پھر آپ ﷺ نے ایک دن یکایک کیوں اعلان کر دیا کہ میں اللہ کا نبی و رسول ہوں؟ پھر آپ نے تن تنہا کس برتے پر تحریک اسلام کے ذریعے عالمی معاشرے میں ہمہ گیر جمالیاتی انقلاب لانے، بنی نوع انسان کو شرک و بت پرستی کے اندھیروں سے نکالنے اور

فرعونی، ہامانی اور قارونی طاقتوں کے پنجۂ استبداد سے نجات دلانے اور ان کے لیے ایک حسین ومثالی معاشرے کی تعمیر کرنے کا بیڑا اٹھایا۔۔؟"۔(5) یہ وہ سوال تھا جس کو مد نظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنی یہ کتاب تصنیف فرمائی، چنانچہ یہ بنیادی سوال اور اس کے ذیلی مندرجات کو ذکر کرنے کے بعد خود لکھتے ہیں کہ:"شاید میری یہ حیرت اس دانا وبینا اور بزرگ وبرتر ہستی کو پسند آگئی جو سب کا الہ ورب ہے کہ اس نے مجھے ان سوالوں کے حوالے سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ لکھنے کی توفیق بخشی"۔(6)

کتاب "پیغمبر اعظم وآخر" کی ابواب بندی اور ذیلی موضوعات: اس کتاب کو ڈاکٹر صاحبؒ نے ایک تفصیلی دیباچہ سے شروع کیا جو کہ 65 صفحات پر مشتمل ہے، اس کے بعد 33 صفحات پر مشتمل ایک وقیع اور علمی مقدمہ لکھا، اور اس کے بعد 61 صفحات پر مشتمل "اصطلاحات" کے عنوان کے تحت دین اسلام کی مختلف مصطلحات کے تفصیلی مفاہیم کو واضح کیا، اور پھر رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل کا تاریخی پس منظر لکھا جو کہ 19 صفحات پر مشتمل ہے۔ اور پھر کتاب کو دو بنیادی حصوں میں تقسیم کیا جس میں پہلا حصہ "مکی زندگی" اور دوسرا حصہ "مدنی زندگی" کے عنوان پر مشتمل ہے، البتہ پہلے حصے میں آٹھ ابواب جب کہ دوسرے حصے میں نو ابواب ہیں جو کل سترہ ابواب بنتے ہیں اور ہر باب کے آخر میں ڈاکٹر صاحبؒ نے اس باب کے حواشی وتشریحات کو بھی ذکر کیا ہے۔

کتاب "پیغمبر اعظم وآخر" کے بنیادی 17 ابواب ان عنوانات پر مشتمل ہیں:

باب نمبر	عنوان	ٹوٹل صفحات	باب نمبر	عنوان	ٹوٹل صفحات
پہلا حصہ: مکی زندگی					
1	ولادت سعید، بچپن اور عنفوان شباب	15	5	اور تحریک اسلام چلتی رہی	40
2	عنفوان شباب وجوانی	106	6	معاشرتی مقاطعہ سے ہجرت تک	21
3	رہبر وعشق ورحمت منزل نبوت کی سمت	17	7	تحریک اسلام مدینہ منورہ میں	12
4	فیضان نبوت	14	8	ہجرت	11
دوسرا حصہ: مدنی زندگی					

9	اسلامی معاشرے کی تشکیل وتعمیر	12	14	یہود و کفار کی فتنہ انگیزیوں اور دجل وفریب کا دور	20
10	اہم ترین مسائل ثلاثہ	24	15	جنگ احزاب سے معاہدۂ حدیبیہ تک	29
11	آپ ﷺ کی تعمیری وانقلابی سرگرمیاں	20	16	تحریک اسلام کو عالمگیر بنانے کی کوششوں کا آغاز	35
12	مملکت مدینہ پر جارحیت کا آغاز	34	17	رحمۃ للعالمینی کا دوسرا رخ	13
13	غزوۂ احد	25			

مندرجہ بالا گراف میں مذکور عنوانات سے ڈاکٹر صاحب کی سیرت نگاری کا اسلوب بلکل واضح ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے سیرت النبی ﷺ کو روایتی انداز میں بیان نہیں کیا، بلکہ سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں معاشرے کی تعمیر و تشکیل، معاشرے میں تبدیلی اور انقلاب اور سیرت النبی ﷺ کے تحریکی پہلو کو اجاگر کیا ہے۔

کتاب "پیغمبر اعظم وآخر" کے موضوعات سیرت کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ:

کتاب کا دیباچہ، مقدمہ اور اصطلاحات کا تحقیقی جائزہ:

ڈاکٹر صاحبؒ کی کتاب کی نمایاں خصوصیات میں سے ایک کتاب کا "دیباچہ"، "مقدمہ" اور "اصطلاحات" ہیں جو حواشی سمیت تقریبا 156 صفحات پر مشتمل ہے۔ برصغیر پاک وہند میں جتنے بھی سیرت نگار ہیں ان میں سے بہت کم سیرت نگار ایسے ہیں جنہوں نے اپنی کتاب کے شروع میں ایک تفصیلی دیباچہ، مقدمہ یا پھر اصطلاحات کا عنوان ذکر کر کے اس کے تحت دین اسلام اور سیرت رسول ﷺ سے ماخوذ اہم ترین مصطلحات کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہو۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحبؒ کی اس کتاب کی یہ جملہ خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ دیباچہ: کسی بھی صاحب کی کتاب لکھنے کا مقصد، یا سبب تالیف، یا صاحب کتاب کی آراء کا عمومی جائزہ، یا اس کے افکار کا اندازہ اس کتاب کے دیباچہ کے مطالعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے 46 صفحات پر مشتمل دیباچہ لکھا ہے، اس کے ساتھ 15 صفحات کے حواشی و تشریحات بھی ملحق ہیں۔

دیباچہ میں سب سے پہلے ڈاکٹر صاحبؒ نے اس کتاب کے سبب تالیف کو ذکر کیا ہے، اور جن سوالات کو مد نظر رکھ کر ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنی کتاب میں ان کے جوابات دیے ہیں ان کو بھی دیباچہ کے شروع میں ذکر کیا ہے۔
دیباچہ میں ڈاکٹر صاحب سے 1958ء میں کوئٹہ کے ایک ریستوران میں ایک نوجوان نے ان سے دو سوالات پوچھے جن کے جوابات ڈاکٹر صاحبؒ نے دیباچہ میں ذکر کیے ہیں، ان میں سے پہلا سوال یہ تھا کہ: یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ دنیا میں بڑے بڑے عالم وفاضل، حکیم ودانا۔۔۔ موجود تھے ان کے ہوتے ہوئے اللہ تعالی نے کیوں اور کیسے صحرائے عرب کے ایک ان پڑھ شخص کو نبوت عطا کی اور اسے پیغمبر اعظم وآخر بنایا؟ اور دوسرا سوال تھا کہ: آپ ﷺ کے پاس اس بات کی کیا دلیل ہے کہ قرآن حکیم کلام الہی ہے، میرے نزدیک تو یہ محمد ﷺ کی تصنیف ہے؟ ڈاکٹر صاحبؒ نے ان دونوں سوالات کے جوابات تفصیل کے ساتھ دیباچہ میں ذکر کیے ہیں جن میں پہلے سوال کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ: اللہ تعالی عالم وحکیم اور قادر مطلق ہے اس کی جو مرضی تھی اس نے کیا ۔۔۔ آپ ﷺ دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ اس منصب کے اہل وحقدار تھے۔۔۔ آپ ﷺ کو چالیس برس کی عمر میں نبوت عطا ہوئی۔۔۔ صرف بائیس تیئیس برس کے اندر آپ ﷺ تحریک اسلام کے ذریعے کل عالم انسانی کے لیے عرب بھر میں عالم گیر وہمہ گیر اور تاریخ ساز جمالیاتی انقلاب لے آئے۔۔۔ آپ کا یہ تاریخ ساز کارنامہ خود اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ آپ ﷺ ہی حقیقت میں نبوت کے مستحق تھے اور دوسرے سوال کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ: تمہارا یہ دعوی کہ قرآن مجید کلام الہی نہیں آنحضرت ﷺ کی تصنیف ہے دو حال سے خالی نہیں، ایک یہ کہ آپ ﷺ نے ان پڑھ ہو کر علم وحکمت کی ایسی سچی، پاکیزہ، بلیغ اور بے مثال کتاب اس لیے تصنیف کی کہ آپ ﷺ کو کسی مافوق البشر قوت کی تائید ونصرت حاصل تھی، یا یہ کہ آپ ﷺ خود مافوق البشر تھے اور آپ ﷺ پر اللہ تعالی نے اپنا کلام بذریعہ وحی نازل کیا تھا۔۔۔ قرآن مجید کے من جانب اللہ ہونے کی دلیل میں یہ دعوی کیا تھا کہ ایک کیا بہت سے اشخاص مل کر بھی کوشش کریں تو اس جیسی کتاب کیا اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت جیسی کوئی سورت تصنیف نہیں کر سکتے۔۔۔ اس لیے قرآن مجید کلام الہی ہے(7)
مندرجہ بالا عبارت میں مذکور ڈاکٹر صاحبؒ سے کیے گئے دونوں سوالات اور ڈاکٹر صاحبؒ کی طرف سے دے گئے ان کے تفصیلی جوابات سے ڈاکٹر صاحبؒ کی علمی استعداد اور سیرت طیبہ پر گہرے مطالعہ کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔
قرآن حکیم اور سیرت رسول ﷺ کے درمیان تطابق: قرآن حکیم کی حقیقت ، قرآن کریم اور سیرت رسول ﷺ کے درمیان تطابق کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں: سیرت کے طالب علم اور قاری کے ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ آپ ﷺ نے بنی نوع انسان کے لیے ایک ایسی کتاب چھوڑی ہے جو علم وحکمت

کا سر چشمہ اور زندگی کے راہنما اصولوں کی زندہ و جاوید کتاب ہے، جو زندگی کے ہر گوشے میں افراد اور قوموں کی رہنمائی کرتی ہے۔۔۔ یہ کتاب قرآن حکیم ہے جس کی عملی و حسین تفسیر کو "سیرت رسول ﷺ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔۔۔ اسلام عالمگیر اور ہمہ گیر دینی تحریک ہے جس کی الہامی کتاب قرآن حکیم ہے جو ہر زمان و مکان کے انسان کی ہر گوشۂ حیات میں رہنمائی کرتی رہے گی اس زندہ کتاب کی زندہ تفسیر "آپ ﷺ کی سیرت طیبہ" ہے(8)

ڈاکٹر صاحبؒ کی یہ بات حقیقت کی عکاسی کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالی کے احکامات واوامر کی پیروی انسان کی ذمہ داری ہے جو کہ من جملہ قرآن حکیم میں مذکور ہیں اور ان احکامات کی حقیقی و عملی صورت رسول اللہ ﷺ نے اپنی تماتر حیات طیبہ کی صورت میں اس امت کو پیش کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ﴾(9)

سنت رسول ﷺ کا مختصر تعارف: ڈاکٹر صاحب نے سنت رسول ﷺ کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک نقل کیا، اور یہ قول اس قابل ہے کہ ہر تعلیمی اداروں میں جلی الفاظ میں لکھ کر آویزاں کیا جائے: حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: آپ ﷺ کی سنت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: معرفت میرا راس المال، عقل میرے دین کا اصل ہے، محبت میری بنیاد ہے، شوق میرا مرکب ہے، ذکر الہی میرا انیس ہے، اعتماد میرا خزانہ ہے، غم میرا رفیق ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میرا لباس ہے، رضا میرا مال غنیمت ہے، عجز میرا فخر ہے، زہد میرا پیشہ ہے، یقین میری قوت ہے، صدق میرا حامی وسفارشی ہے، اطاعت میری کفایت کرنے والی ہے، جہاد میرا خلق ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔(10)

کال مارکس کی انقلابی تحریک اور رسول اللہ ﷺ کی اصلاحی تحریک کے درمیان فرق:

دنیا کے مشہور انقلابی نظریات میں سے ایک کارل مارکس کا نظریہ ہے، ڈاکٹر صاحبؒ مارکسی نظریے اور اسلام کے نظریۂ تحریک میں تقابل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مارکسیت بھی ایک انقلابی تحریک ہے لیکن یہ روحانی لحاظ سے منفی اور مادی اعتبار سے مثبت ہے کیونکہ یہ روحانی اور مطلق وعالم گیر قدروں کی منکر ہے۔۔۔ اور اس کے نزدیک اصلاح کا منہاج ایسا معاشی انقلاب ہے جس کے ذریعے استحصالی قوتوں کا استیصال کر دیا جائے، مختصر یہ کہ مارکسی نظام فکر میں فرد کی روحانی واخلاقی اصلاح کا کوئی مثبت تصور نہیں ہے۔ اس کے برعکس اسلام کے نزدیک کسی معاشرے کی اصلاح کا منہاج موضوعی، معروضی اور جمالیاتی انقلاب ہے جسے دینی انقلاب سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، معروضی انقلاب سے کل معاشرتی انقلاب مراد ہے یعنی ثقافتی، معاشی، سیاسی، تمدنی، تہذیبی، علمی، ادبی

اور فنی وغیرہ۔۔۔ اسلام حقیقی معنوں میں انقلابی جمالیاتی تحریک ہے جس کا مقصد افراد کے قلوب کی اصلاح کر کے ان کے اخلاق کو عظیم اور کردار کو حسین بنانا ہے۔۔۔(11)

ڈاکٹر صاحب کی مذکورہ بالا عبارت سے یہ بات بلکل واضح ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب سیرت النبی ﷺ کے اصلاحی ،انقلابی اور معاشرتی تبدیلی کے پہلو کو اجاگر کرنے پر زور دیتے ہیں، اور قرآن کریم میں مذکور فرعون، ہامان اور قارون کو شخصیات گردانئے کی بجائے ان کو معاشرے کی استحصالی قوتوں سے تعبیر کرتے ہیں جن سے معاشرے کو پاک وصاف کرنا ضروری ہے جو تبدیلی کا ایک انفرادی پہلو ہے جس کو ڈاکٹر موضوعی پہلو سے تعبیر کرتے ہیں اور دوسرا اجتماعی پہلو جس کو ڈاکٹر صاحب نے معروضی پہلو کے نام سے تعبیر کیا، اور اسی سے ڈاکٹر صاحب کے اسلوب سیرت نگاری کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

کتاب پیغمبر اعظم وآخر کے ابتداء میں مذکور یہ دیباچہ تمام تر حوالہ جات پر مبنی ہیں جس میں آپ نے قرآنی آیت، احادیث رسول ﷺ، اقوال صحابہ، اور دیگر ائمہ وعلماء کرام کے اقوال سے خوب استفادہ کیا ہے اور ان تمام اشیاء کو ڈاکٹر صاحبؒ نے دیباچہ کے آخر میں الگ سے حواشی و تشریحات کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔ البتہ دیباچہ میں قرآنی آیات کا ترجمہ یا حوالہ دیا ہے اور آیت قرآنی کا نص حواشی میں ذکر کیا ہے اسی طرح بقیہ احادیث، اقوال صحابہ اور وعلماء کرام کی آراء کو ذکر کرتے ہوئے بھی یہی اسلوب اختیار کیا ہے، اور دیباچہ میں اس کے علاوہ اور بھی اہم موضوعات کا ذکر ہے۔

2۔ مقدمہ: کتاب پیغمبر اعظم وآخر کے شروع میں 28 صفحات پر مشتمل مقدمہ ہے اور اس آخر میں تین صفحات پر مشتمل حواشی و تشریحات ہیں، مقدمہ کے ابتداء میں ڈاکٹر صاحبؒ نے سیرت نگاری کے منہج پر بحث کی ہے، اور سیرت نگاری اور تاریخ کے مابین تعلق وربط اور سیرت نگاری کے لیے تاریخ کی اہمیت کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: سیرت کا مطالعہ تاریخی حوالے سے بھی کرنا ہوتا ہے، جسے تاریخی منہاج سے تعبیر کیا جاتا ہے، جہاں تک پیغمبر اعظم وآخر ﷺ کی سیرت کا تعلق ہے اس کا مطالعہ مکمل تاریخی تناظر میں کرنا ہو گا جس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے عہد کے علاوہ ماقبل اور مابعد کے تاریخی حالات کیا تھے؟ اور تاریخی حالات سے مراد اقوام عالم کی موضوعی ومعروضی زندگی کے احوال وظروف، موضوعی زندگی سے عقائد جلیلہ ومحرکہ اور معروضی زندگی سے کل خارجی زندگی مراد ہے۔(12)

سیرت نگاری کا اہم ترین اصول: ڈاکٹر صاحبؒ کے مد نظر سیرت نگاری کے اہم ترین اصول میں سے ایک ”تاریخی حقیقی جمالیاتی منہاج میں محبت کے رنگ کا ہونا“ کیونکہ اس سے بیان میں حسن پیدا ہوتا ہے البتہ محبت

ادب و احترام اور عقل کے دائرے کے اندر رہنا چاہیے اور ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اس کا محور حق و صداقت اور عدل و واقعیت ہونا چاہیے۔(13)

سیرت نگاری کے معاصر مناہج: دور حاضر میں بالخصوص بیسویں اور اکیسویں صدی میں رسول ﷺ کی سیرت کا جائزہ لینے کے لیے سائنٹفک منہج بھی رائج ہوا جس کو اولاً غیر مسلم مفکرین نے اختیار کیا، البتہ بعد میں یہ منہج درجہ بدرجہ کچھ مسلم مفکرین کے مطالعہ سیرت کے مد نظر رہا، ڈاکٹر صاحبؒ مقدمہ میں اس معاصر منہج پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اعداء اسلام، اسلام دوستی اور علم و تحقیق کا لبادہ اوڑھ کر یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں اور اس متعصبانہ و گمراہ کن طریقے کو وہ "سائنٹفک تاریخی منہاج" سے تعبیر کرتے ہیں، ان کی یہ بات بادی النظر میں علمی و معقولی نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں ان دونوں مصطلحات سے مقصود مسلمانوں اور غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کے خلاف تشکیک و بد ظنی پیدا کرنا ہے سائنٹفک منہاج طبعی علوم کے لیے موزوں بلکہ ناگزیر ہے وجہ یہ ہے کہ ان علوم کا تعلق مادے کی ماہیت سے ہوتا ہے اور متعلقہ معلومات تجربے کی مستوجب ہوتی ہیں اور تجربہ ہی ان کی صحت کا معیار ہوتا ہے لیکن کسی بھی سوانح حیات کا معیار تجربہ نہیں ہو سکتا لہذا سیرت کا مطالعہ سائنٹفک منہاج کے ذریعے کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔(14)

سیرت طیبہ کا بنیادی مآخذ: ڈاکٹر صاحبؒ مقدمہ میں سیرت طیبہ کے بنیادی مآخذ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اسلام کی ایک امتیازی خوبی یہ ہے کہ اس نے بنی نوع انسان کو۔۔۔ دو بے مثال ولازوال چیزیں عطا کی ہیں، ایک: "قرآن حکیم" جو زندہ خدا کی زندہ ولافانی کتاب ہے اور دوسری: "پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کا اسوۂ حسنہ"، قرآن حکیم زندگی کے رہنما اصولوں کی جامع ومانع کتاب ہے تو اسوۂ حسنہ ان اصولوں کا حسین وکامیاب تجرباتی، علمی اور مثالی مظاہرہ ہے جسے "سیرت طیبہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے اس لحاظ سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا اصلی و بنیادی مآخذ "قرآن مجید" ہے لہذا اس کتاب کا بھی سب سے بڑا مآخذ "قرآن حکیم" ہے جو حق کے ساتھ کلام کرتا ہے۔(15)

رجعت پسندی، جامدیت اور اسلام:

دور حاضر میں مذہب اسلام پر غیر مسلم مفکرین کی طرف سے یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اسلام ایک جامد ورجعت پسند مذہب ہے ڈاکٹر صاحبؒ کتاب کے مقدمہ میں اس پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: آپ ﷺ کی سیرت اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ اسلام ایک جامد ورجعت پسند مذہب نہیں، بلکہ یہ ایک زندہ فطری دینی تحریک ہے چونکہ زندگی کا خاصہ حرکت اور تقاضا انقلاب ہے اس لیے یہ اپنے مزاج میں انقلابی تحریک ہے لیکن فطری دین ہونے کے باعث اس کے عقائد جلیلہ و محرکہ نا قابل تغیر و تبدل اور اس کی راہ و منزل متعین و معلوم ہے۔(16)

3۔ اصطلاحات:

اس عنوان کے تحت ڈاکٹر صاحبؒ دین اسلام میں استعمال ہونے والی 21 مصطلحات کو بیان کیا ہے جو کہ 39 صفحات پر مشتمل ہے اور اس بحث کے آخر میں 11 صفحات پر مشتمل حواشی و تشریحات کو ذکر کیا ہے۔ (17) جن 21 مصطلحات کو بیان کیا ہے ان میں تقوی، اسلام، ایمان، انسان، اللہ، کائنات، نفس و قلب و حواس، قانون مکافات عمل یا قانون جزا و سزا، حیات و ممات، وحی و رسالت، حب رسول ﷺ، اسلام کی تحریک رحمۃ للعالمینی، انقلاب، احسان، انفاق و بخل، ابلیس کا جمالیاتی فریب، شکر اور کفران نعمت، معروف و منکر، کامیابی، خوف و حزن، طمانیت و مسرت جیسی مصطلحات شامل ہیں۔ ان تمام مصطلحات میں ڈاکٹر صاحب کا طرز گفتگو اور انداز بیان بلکل واضح اور سہل ہے ڈاکٹر صاحب ان مصطلحات کو بیان کرتے ہوئے باقاعدہ ان کے حوالے اور حواشی بھی ساتھ ساتھ بیان کیے ہیں۔ اور ہر مصطلح کا باقاعدہ لغوی اور شرعی معنی بھی بیان کیا ہے اور لغوی معنی کو بیان کرتے ہوئے امام راغب الاصفہانی کی شہرہ آفاق کتاب "مفردات القرآن" اور علامہ ابن منظور کی مشہور کتاب "لسان العرب" پر اعتماد کیا ہے البتہ بعض مقامات پر ایک عنوان کے تحت قرآن کریم کی مختلف آیات کو یکجا کر کے ان آیات سے حاصل ہونے والے مضمون کو بھی بیان کیا ہے جو کہ علماء مفسرین کے نزدیک تفسیر کی انواع میں سے "تفسیر القرآن بالقرآن" کہلاتی ہے اسی سے ڈاکٹر صاحب کے قرآنی علوم سے شعور و آگہی کا بھی خوب اندازہ ہوتا ہے۔

کتاب کے پہلے حصے (مکی زندگی) میں ڈاکٹر صاحب کے منہج و اسلوب کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ:

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب کے پہلے حصے "مکی زندگی" کو آٹھ ابواب میں تقسیم کیا ہے البتہ مکی زندگی کو بیان کرنے سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے اس عہد کا تاریخی پس منظر بیان کیا ہے چنانچہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: نبی کا تاریخ سے گہرا تعلق ہوتا ہے کیونکہ ایک تو وہ تاریخ کی جہت درست کرنے کے لیے مبعوث ہوتا ہے اور دوسرا وہ اللہ تعالی کی برگزیدہ و منتخب شخصیتوں کے سلسلے کی ایک کڑی ہوتا ہے لہذا جہاں تک پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کی شخصیت کا تعلق ہے تو وہ "مکمل تاریخ" کی آئینہ دار ہے، کیونکہ ایک تو آپ ﷺ اس سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی ہیں اور آپ علیہ السلام کا اعجاز نبوت قرآن حکیم تحریف سے پاک ہے (18)۔ اور ڈاکٹر صاحب نے اسی عنوان کے تحت اس دور کے مذہبی یا روحانی، اخلاقی، سیاسی، معاشی اور ثقافتی احوال بھی ذکر کیے ہیں، اور شرک سے معاشرے میں پیدا ہونے والی چار بڑی بدعتوں کا بھی ذکر کیا ہے جن میں پیشوائیت، طبقہ بندی، بت پرستی اور غیر فطری رسوم و قیود شامل ہیں (19)۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دور حاضر

کے معاشی و معاشرتی مسائل ذکر کر کے اسلام کی انقلابی تحریک رحمۃ للعالمینی کی روشنی میں ان کے حل کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

1۔ ولادت سعید، بچپن اور عنفوان شباب: اس عنوان کے تحت سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے رسول اللہ ﷺ کے ولادت مبارکہ کو بیان کیا ہے، چنانچہ آپ علیہ السلام کی ولادت سے متعلق یوں رقمطراز ہیں: "آخر وہ ساعت سعید اور مبارک دن آگیا جن کا زمانہ منتظر تھا، واقعہ فیل کا پہلا سال ربیع الاول کی 9 تاریخ اور دو شنبہ کی صبح سعادت تھی کہ صاحب جمال وجلال، نبی رحمت پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کا ظہور ہوا، 9 ربیع الاول، 52 قبل ہجرت /20-21 اپریل 571ء"۔(20) رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارکہ عام الفیل ماہ ربیع الاول میں ہوئی اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے البتہ ماہ ربیع الاول میں کس تاریخ کو ہوئی اس پر علماء کی آراء مختلف ہیں البتہ ڈاکٹر صاحب نے علامہ شبلی نعمانی اور مشہور ہیئت دان عالم محمود پاشا فلکی کی رائے کا اعتبار کیا ہے۔(21)

ڈاکٹر صاحب کا عمومی طور پر سیرت نگاری میں یہ مزاج رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو لکھتے ہوئے بعض مقام پر اس پہلو کے اہم اوصاف اور خصائص کو اہتمام کے ساتھ بیان کیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی ابتدائی پرورش عرب کے صحرائی علاقوں میں ہوئی ڈاکٹر صاحب نے آپ ﷺ کی زندگی کے اس پہلو کو ذکر کرنے سے پہلے عرب کے صحرائی ماحول وروایات کی خصوصیات جن میں توکل پسندی، جذبۂ مبارزت، صید افگنی، عصبیت، انتقام، مہمان نوازی، محنت وجفاکشی، سادگی وسادہ دلی جیسی اوصاف کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے(22)

2۔ عنفوان شباب وجوانی: اس باب میں ڈاکٹر صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی جوانی وعہد شباب کی جن چیزوں کا ذکر کیا ہے ان میں معاشی زندگی، غم انسانیت، آپ ﷺ کے اصول ثلاثہ: صداقت، امانت اور محنت، حضرت خدیجہ طاہرہؓ کے کاروبار میں بحیثیت فعال شریک کے شمولیت، متاہل زندگی کا آغاز، گھریلو اور سماجی زندگی، کعبے کی تعمیر نو میں آپ ﷺ کا کردار جیسے امور شامل ہیں۔(23)

3۔ رہرو عشق ورحمت منزل نبوت کی سمت: ڈاکٹر صاحب کی کتاب کا یہ ایک منفرد باب ہے جو عموماً سیرت نگاروں کے ہاں نہیں ملتا، یا پھر اس طرح ایک جگہ تمام معلومات کو یکجا جمع کر کے ذکر نہیں کیا جاتا، اس باب میں ڈاکٹر صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی اللہ تعالی کی ذات سے عشق ومحبت، معاشرے کی اصلاح کے لیے ہمہ وقت جدوجہد کرنا اور اس کے بارے میں سوچ وبچار کرتے رہنا، معاشرے کی اصلاح کے غم میں آپ ﷺ کا دن رات بے چین وبے قرار رہنا، نوع انسانی سے محبت اور انسان دوستی کا جذبہ جیسے اہم ترین مباحث کو ذکر کیا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب سیرت نگاری کی غیر روایتی نوعیت کو اجاگر کرتی ہے جو ڈاکٹر صاحب کی سیرت نگار شخصیت کو

بھی خوب واضح کرتی ہے۔ اور اس کی ذیلی ابحاث سے اس بات کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب سیرت نگاری کے ساتھ ساتھ اردو ادب کا بھی ایک شاہکار ہے، ایسا بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے کہ سیرت نگاری کے ساتھ ساتھ اردو ادب کو بھی کتاب میں خوب اجاگر کیا گیا ہو۔(24)

4۔ فیضان نبوت: اس عنوان کے تحت ڈاکٹر صاحب نے نبوت کے ابتدائی ایام، پہلی وحی کا نزول، تحریک اسلام شروع کرنے کا حکم الہی اور اس حکم کے اسرار و رموز جیسے موضوعات پر بحث کی ہے، اور ابتدائے اسلام میں آپ ﷺ پر جو احکامات نازل کیے گئے ان کو ڈاکٹر صاحب نے سورت مدثر میں مذکور اللہ تعالی کے اس ارشاد ﴿قُمْ فَأَنذِرْ ۝﴾ ﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝﴾ ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝﴾ ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝﴾(25) سے استدلال کیا ہے کہ حسین و عالمگیر انقلاب کے داعی کے لیے ان احکامات میں معنویت کا ایک جہان مضمر تھا مثلاً پہلا حکم "قُمْ ۝" کا ہے جس میں "قدام مسلسل" کا مفہوم مضمر ہے، اس حکم الہی کی تعمیل آپ ﷺ پر اس وقت تک لازم تھی، جب تک آپ ﷺ کا مشن پورا اور اس کی جگہ دوسرا فرمان الہی نازل نہیں ہو جاتا اور نبی ﷺ کا دل فطرت شناس ہو جاتا ہے، چنانچہ تاریخ، کتب سیر و حدیث اور خود قرآن مجید شاہد ہے کہ آپ ﷺ نے اس تحریک کو اس وقت تک جاری رکھا جب تک کہ "قم" کی جگہ ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ ۝﴾(26) کا حکم نہیں آگیا، اسی طرح ان آیات میں مذکور بقیہ احکام(27)۔ ڈاکٹر صاحب کے قوت استدلال سے یہ بات واضح ہے کہ ڈاکٹر صاحب ایک اچھے سیرت نگار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے مفسر قرآن اور قرآنی الفاظ کے معانی کو گہرائی کے ساتھ دیکھتے تھے۔

5۔ اور تحریک اسلام چلتی رہی: ڈاکٹر صاحب نے اس بات کے تحت آپ ﷺ کی بعثت سے لے کر حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام لانے تک کے واقعات کو تفصیل کے ساتھ تحریکی و انقلابی صورت میں آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی حیثیت کا ذکر کیا ہے چنانچہ اسلام کی تحریک رحمۃ للعالمینی کا مقصد چونکہ ایک ہمہ گیر و عالمگیر دینی انقلاب لانا تھا اس لیے یہ مذہبی پیشواؤں، سرمایہ داروں، جاگیرداروں، سرداروں، حاکموں اور شہنشاہوں کے لیے ایک چیلنج تھا اور ان تمام استحصالی قوتوں کا اس تحریک کا مخالف و دشمن ہو جانا ایک فطری امر تھا۔ اور پھر لکھتے ہیں:

تحریک رحمۃ للعالمینی کے بانی پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کی حسین و حر کی شخصیت ایمان کی جوہری توانائی اور سوز محبت انسانی سے معمور و منور تھی، اس کے اثر و نفوذ سے رفقائے تحریک کے دل میں بے مثال جوش و ولولہ، ان کی شخصیت میں جاذبیت، عزم میں پختگی، ہمت میں جوانی اور دعوت میں اثر انگیزی پیدا ہو گئی تھی۔(28) یہ عبارت ڈاکٹر صاحب کی ادبی شخصیت کو بھی خوب اجاگر کر رہی ہے، بامعنی، مقام و مقصد کے مفہوم کو مکمل ادا کرنے

والے الفاظ اور ان الفاظ کا بروقت استعمال ڈاکٹر صاحب کا خاصہ ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی شخصیت رحمۃ للعالمینی کو ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے جس طرز سے بیان کیا اس موضوع پر باقاعدہ تحقیقی مقالہ لکھا جاسکتا ہے۔

6۔ معاشرتی طبقہ سے ہجرت تک: اس باب میں ڈاکٹر صاحب نے قریش خاندان کا بنو ہاشم سے معاشرتی مقاطعہ کرنے سے لے کر رسول اللہ ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت کرنے تک کو بیان کیا ہے، سفر طائف پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں: جسم اطہر سنگریزوں سے اور قلب مبارک زبان کے تیروں سے گھائل تھا، بیچارگی و درماندگی کا عالم تھا، راہ انقلاب کے ساتھ راہ زیست بھی مسدود ہو چکی تھی لیکن آپ ﷺ راضی برضائے تھے، جس نے آپ ﷺ کو اس کام کے لیے مبعوث فرمایا تھا، عجز و درماندگی، زہرہ گداز مصائب اور شکیب ربا حالات میں بھی آپ ﷺ کو اپنے مشن کی کامیابی کا یقین اور اپنے الہ ورب کی ذات پر توکل تھا محبت میں گلہ شکوہ تو بہر حال ہوتا ہی ہے آپ ﷺ نے اس عالم میں دوست سے شکوہ تو کیا، مگر زبان محبت و بندگی میں، اور جسے رنگ عبدیت کی شوخی نے حد درجہ اثر انگیز بنا دیا۔

اس عبارت سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کو واقعات اور رسول اللہ ﷺ کی شخصی زندگی کو بیان کرنے سے زیادہ بعثت رسول ﷺ کے مقاصد کو اجاگر کیا ہے اور تمام واقعات کو قصہ کہانی سے ہٹ کر حقائق، مقاصد، وجوہات اور اثرات کی روشنی میں بیان کیا ہے، اسی طرح واقعۂ معراج کو ڈاکٹر صاحب نے "کمال سیر و شہود" کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے اور قرآن کریم میں واقعہ معراج کو جس سورت کے شروع میں ذکر کیا گیا ہے اس سورت کو "بنی اسرائیل" کے نام سے موسوم کرنے کی وجہ اور واقعہ معراج کا بنی اسرائیل قوم سے وجۂ مناسبت کو بیان کرنا ڈاکٹر صاحب کا سیرت النبی ﷺ کو مصادر اصلیہ کی روشنی میں بیان کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

7۔ تحریک اسلام مدینہ منورہ میں: اس باب کے تحت ڈاکٹر صاحب نے اہل یثرب سے رابطے کا آغاز، ان کے سیاسی، معاشی معاشرتی اور مذہبی حالات، جنگ بعاث اور تحریک اسلام، یثرب کے چھ خزرجیوں کا قبول اسلام، بیعت عقبہ اولی، مدینے میں حضرت مصعب بن عمیر کی تبلیغی و انقلابی سرگرمیاں، حضرت اسید بن حضیر اور حضرت سعد بن معاذ تحریک اسلام میں اور آخر میں بیعت عقبہ ثانیہ کو بیان کیا ہے۔

جنگ بعاث سے متعلق ڈاکٹر صاحب یوں رقمطراز ہیں کہ یہ جنگ 2 قبل ہجرت /620ء کو ہوئی۔ اور اس جنگ سے متعلق ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: تحریک اسلام کے نقطۂ نظر سے جنگ بعاث کی اہمیت اس سے بہت زیادہ ہے جو عام طور سے اسے دی جاتی ہے، یہ جنگ اوس و خزرج کے درمیان ہوئی یہ جنگ اس قدر خون ریز اور تباہ کن تھی کہ اوس و خزرج دونوں کے کس بل نکل گئے اور وہ جنگی، سیاسی اور معاشی ہر لحاظ سے اس قدر کمزور ہو گئے لہذا

اوس اور خزرج دونوں قبیلوں نے تھک کر صلح کرلی اور فریقین عبد اللہ بن ابی سلول کو خلیفہ بنانے پر رضامند ہوگئے۔ ابھی اس کی رسم تاج پوشی کی تیاریاں ہورہی تھیں کہ تحریک اسلام مدینے میں شروع ہوگئی اور عبد اللہ بن ابی کے بادشاہ بننے کا امکان ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا۔ یہ ایسا حسرت ناک اور اذیت ناک صدمہ کے نتیجے میں وہ رئیس المنافقین بن گیا۔

8۔ ہجرت: ہجرت مدینہ رسول اللہ ﷺ کی مکہ زندگی کا آخری باب ہیں، ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں اس آخری باب کو "ہجرت ایک تاریخ ساز وعہد آفریں واقعہ" کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے، ہجرت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: ہجرت تاریخ انسانی کا اہم ترین واقعہ ہے دلیل یہ ہے کہ وہ ایک ایسا تاریخ سازوسامان عہد آفریں واقعہ ہے جس نے اسلام کی انقلاب انگیز تحریک رحمۃ للعالمینی کو قریش کے زندان سے نکلنے اور ایک آزاد وساز گار دنیا میں اپنے پاؤں مضبوطی سے جمانے، نشوونما کرنے اور اپنے آپ کو ناقابل تسخیر بنانے، نیز عرب کے وسیع وعریض رقبے کو حیرت انگیز سرعت کے ساتھ سیاسی وروحانی ہر طرح سے مسخر کرنے اور اپنے آپ کو عالمگیر بنانے کے قابل بنایا، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ نے اپنے تاریخی دور کا آغاز اور سنوات کا شمار سن ہجرت سے کیا ہے

ڈاکٹر صاحب نے آپ ﷺ کے دوران ہجرت منصوبہ بندی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: منصوبہ بندی آپ ﷺ کی سنت حسنہ تھی، چنانچہ آپ ﷺ نے ہجرت کا منصوبہ بڑے غور وفکر اور حزم واحتیاط سے بنایا تھا، راستے کا تعین، رات دن اور قیام وطعام کا انتظام کرلیا گیا تھا، یہ سب کچھ بڑی راز داری سے کیا گیا تھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھرانے کے دو تین افراد کے سوا کسی کو علم نہ تھا۔

ڈاکٹر صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی کو مکمل تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس میں قرآن کریم، کتب احادیث، سیرت ابن ہشام، تاریخ ابن خلدون، طبقات ابن سعد، البدایہ والنہایہ جیسے اہم اور بنیادی مصادر پر اعتماد کیا ہے، البتہ اردو کی کتب سیرت میں علامہ شبلی نعمانی کی سیرت النبی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی رسول اکرم کی سیاسی زندگی، اور پروفیسر ٹی، ڈبلیو آرنلڈ کی کتاب Preaching of Islam جس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب نے "دعوت اسلام" کے نام سے کیا ہے جیسی کتب شامل ہیں۔

کتاب کے دوسرے حصے (مدنی زندگی) میں ڈاکٹر صاحب کے منہج واسلوب کا تحقیقی وتجزیاتی جائزہ:

جیسا کہ ہم پہلے گراف کی شکل میں ذکر کرچکے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب کے دوسرے حصے "مدنی زندگی" میں نو ابواب کا ذکر کیا ہے، جن کا جائزہ درج ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

1۔ اسلامی معاشرے کی تشکیل و تعمیر: یہ باب ڈاکٹر صاحب کی کتاب کے اہم ترین ابواب میں سے ایک ہے، جس میں ڈاکٹر صاحب نے مدینے کا معاشی، مذہبی اور سیاسی ماحول اور اسلامی معاشرے کا خاکہ بیان کیا ہے۔ چنانچہ مدینہ کا معاشی، مذہبی اور سیاسی ماحول کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بہر حال مدینے میں آپ ﷺ نے اپنے آپ کو ایک نئے ماحول میں پایا جو سیاسی، معاشی اور معاشرتی بلکہ ثقافتی لحاظ سے بھی مکے کے ماحول سے مختلف تھا، مکے میں صرف قریش ہی کے پاس حکومت و قوت تھی، اور اہل مکہ قریب قریب سبھی مشرک و بت پرست تھے لیکن مدینے میں ثقافتی، سیاسی اور عسکری لحاظ سے ان کی حیثیت بڑی مضبوط و مستحکم تھی ان کے پاس مضبوط قولے، سرسبز و شاداب باغات اور کھیتیاں تھیں اور علم و ہنر میں بھی ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ وہ سود خور تھے اور انہوں نے یثرب کے غیر یہود باشندوں کو سود کے جال میں اس طرح پھنسار کھا تھا کہ ان کے لیے چھٹکارا پانا از بس دشوار بلکہ محال ہو چکا تھا، اس کا ایک نتیجہ یہ تھا کہ معاشی و ثقافتی لحاظ سے غیر یہود ان کے دست نگر اور محکوم تھے۔(29) اسی طرح اسلامی معاشرے کا خاکہ بیان کرتے ہوئے اسکی اساس کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اسلامی یا مثالی معاشرے کی اساس محبت پر رکھی گئی تھی اور اس کا خمیر تین چیزوں سے اٹھتا ہے: آرزوئے الہ، آرزوئے حسن اور رحمۃ للعالمین، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلامی معاشرے کے افراد کو اپنے الہ عینی معبود و محبوب اور مطلوب و مقصود کی فطرۃً طلب و جستجو ہوتی ہے۔(30) اور اس معاشرے کی روحانی زندگی کا اصل الاصول "تقوی" ہے۔۔۔ تقوی اور حُسن خلق لازم و ملزوم ہے اسی طرح تقوی اور ایمان لازم و ملزوم ہیں۔(31) اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے عمرانی، معاشی، سیاسی، ثقافتی اور عسکری زندگی کے اصولوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جس سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے سیرت رسول ﷺ کو کتنی گہرائی کے ساتھ پیش کیا ہے، اور سیرت النبی ﷺ کو بیان کرتے ہوئے صرف آپ علیہ السلام کی شخصی زندگی کو بیان کرنے پر اتفاق نہیں کیا بلکہ سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں رسول اللہ کے زمانے کے عمرانی، سیاسی، ثقافتی، معاشرتی اور عسکری مسائل کو بخوبی اور احسن انداز سے بیان کیا ہے اور ڈاکٹر ان چند سیرت نگاروں میں سے ہیں جنہوں نے ان اصولوں کو اپنی سیرت کی کتابوں میں اہتمام کے ساتھ بیان کیا ہے۔(32)

2۔ اہم ترین مسائل ثلاثہ: اس باب کے تحت ڈاکٹر صاحب نے تین اہم ترین مسائل کا ذکر کیا ہے، جن میں معاشی یا مہاجرین کی بحالی کا مسئلہ، ان کا سیاسی و عسکری مسئلہ اور ان کا ثقافتی مسئلہ شامل ہے اور ڈاکٹر صاحب نے مہاجرین کے معاشی مسئلے کی بنیاد دیگر سیرت نگاروں کی طرح مواخات کو قرار دیا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب انصار کی یہودیوں کے ہاتھوں معاشی استحصالی کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: انصار کی معیشت کا انحصار زراعت پر تھا اور تجارت پر یہود کی اجارہ داری تھی، لہٰذا انہیں اپنی زرعی پیداوار لامحالہ یہود کے پاس بیچنا پڑتی تھی اور جلد سے جلد

بیچنا پڑتی تھی، اس کے دو اہم وجوہ تھے، اولا: انصار کی معاشی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ پیداوار کو روک کر بیچ سکے، ثانیا: یہودی ساہوکار اور اجارہ دار انصار کو فصل کی کٹائی پر اسے فروخت کرنے کا پابند کر لیتے تھے، اس طرح یہود ان کا حد امکان تک استحصال کرتے تھے، اور انہوں نے انصار کو اپنے قرض اور سود کے جال میں اس طرح جکڑ رکھا تھا کہ اس سے نجات حاصل کرنا اور ان کے بس کا روگ نہ رہا تھا۔۔۔ پیغمبر اعظم وآخر ﷺ کی معاشی حکمت عملی سے یہ صورت حال اس طرح بدل گئی کہ یہود جیسی عیار قوم دنگ اور بے بس ہو کے رہ گئی، مہاجرین جو تجارتی سوجھ بوجھ اور تجربے میں یہود کے ہم پلہ تھے، انہوں نے انصار کے تعاون سے یہود کی اجارہ داری ختم کر دی، علاوہ بریں چونکہ اسلام میں سود اور ذخیرہ اندوزی حرام ہیں، لہذا انصار ایک تو یہودی ساہوکاروں کے استحصال وچنگل سے آزاد ہو گئے، دوسرے چور بازاری کے فقدان کے سبب لوگوں کو اشیائے خوردنی سارا سال قریب قریب یکساں داموں پر ملنے لگیں، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ معاشرے میں سود کاری، اجارہ داری، احتکار اور چور بازاری سے جو فساد برپا تھا، وہ دور ہو گیا۔(33)

3۔ آپ ﷺ کی تعمیری وانقلابی سرگرمیاں: یہ باب دراصل مسجد نبوی کی تعمیر سے لے کر غزوہ بدر تک کے واقعات پر مشتمل ہے، جس میں مسجد نبوی کی تعمیر، اذان، آپ ﷺ کی تعمیری وانقلابی سرگرمیاں، قریش کا عبد اللہ بن ابی تہدید آمیز خط، ارتداد اور بغاوت کی تیاریاں، دفاعی کارروائیوں کا آغاز، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی رخصتی، مسلح جہاد یا قتال کی اجازت، مدینے کے دفاعی حصار میں توسیع اور قریش کی ناکہ بندی کی کوششیں، تحویل قبلہ اور اس کی اہمیت اور رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت واہمیت پر بحث کی گئی ہے۔ (34)

4۔ مملکت مدینہ پر جارحیت کا آغاز: اس باب کے تحت ڈاکٹر صاحب نے غزوہ بدر، عید الفطر اور صدقہ فطر کی اہمیت، حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی رخصتی، انقلاب بالحق کا یہود سے تصادم، بنو قینقاع کی تنسیخ معاہدہ میں پہل اور اس کا انجام، غزوہ سویق، عید الاضحی اور سنت ابراہیمی، غزوہ ذی امر، یہودی فتنہ گر و سرغنہ کعب بن اشرف کا انجام، بنو سلیم کی بغاوت، قریش کی اپنی تجارتی ناکہ بندی توڑنے کی کوشش، ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح پر بحث کی گئی ہے۔(35)

5۔ غزوہ احد: ڈاکٹر صاحب نے اس باب میں غزوہ احد پر تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے، اور آخر میں متفرق واقعات کے عنوان کے تحت حضرت زینب بن خزیمہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح، اور آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی ولادت

سعید کا تذکرہ کیا ہے۔ غزوہ احد جو 6 شوال سن 3 ہجری، 22 مارچ 625ء کو پیش آیا، اور ڈاکٹر صاحب کے بقول یہ غزوہ پیغمبر اعظم وآخر ﷺ کی مثالی قیادت، صبر واستقامت اور حوصلہ وجرات کا ایک تاریخی کارنامہ تھا۔ اور ڈاکٹر صاحب نے اس غزوہ کے چھ عوامل کا تذکرہ کیا جس میں مشرکانہ عصبیت، دینی سیادت کو خطرہ، معاشرتی، سیاسی، عسکری اور معاشی عوامل شامل تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے غزوہ احد میں مسلم خواتین کی خدمت انسانی سے عصر حاضر میں زنانہ نرسنگ کے مسئلہ کا استنباط کیا ہے چنانچہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: جنگ احد میں مسلم خواتین کے خدمت انسانی کے جذبہ وعمل سے عالم انسانی کو ایک عظیم فائدہ پہنچا اور اس نے مستقبل میں ایک مستقل رحمت انسانی کی شکل اختیار کرلی۔۔۔ اگر مسلم خواتین کے اس خواہرانہ جذبہ تیمارداری کو نرسنگ کی تحریک کا جس کی بانی فلورنس نائٹنگ گیل تھی، سنگ بنیاد کہیں تو بیجا نہ ہوگا۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے آپ ﷺ کی نہ صرف سیرت کو بیان کیا ہے بلکہ آپ ﷺ کی سیرت کی روشنی میں عصر حاضر کے بعض مسائل کا استنباط بھی کیا ہے۔(36)

6۔ یہود وکفار کی فتنہ انگیزیوں اور دجل وفریب کا دور: یہود وکفار کی فتنہ انگزیوں اور دجل وفریب کے دور کو ڈاکٹر صاحب نے غزوہ احد کے بعد سے غزوہ احزاب تک کا جو زمانہ ہے اس کو اس میں شمار کیا ہے۔ اس زمانہ میں طلحہ اور سلمی کی ناکام بغاوت یا سریہ ابی سلمہ مخزومی، حضرت عبد اللہ بن انیس کا کارنامہ، رجیع کا المناک واقعہ، جماعت قرا کی شہادت یا بئر معونہ کا انسانیت سوز واقعہ، یہودی فتنہ گر بنو نضیر سے نجات، حرمت شراب، بنو غطفان کی شورش یا غزوہ ذات الرقاع، قریش کا مقابلے سے گریز یا غزوہ بدر الاخری، یہود کی ایک کاروباری بد دیانتی کا سدباب، غزوہ دومۃ الجندل، بنو المصطلق کی ریشہ دوانیاں یا غزوہ مریسیع اور حجاب کے احکام جیسے عنوانات شامل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ان تمام مباحث کو مکمل تفصیل کے ساتھ مندرجہ بالا ذکر کردہ ترتیب کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور باقاعدہ ایک ایک واقعہ کے ساتھ نہ صرف سن ہجری کا ذکر کیا ہے بلکہ سن عیسوی بھی مکمل ذکر کی ہے۔ (37)

7۔ جنگ احزاب سے معاہدہ حدیبیہ تک: جنگ احزاب سے معاہدہ حدیبیہ تک بے شمار واقعات کا ذکر ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں کیا ہے، جس کی تفصیل تو یہاں ذکر نہیں کی جاسکتی، البتہ ان واقعات کے عنوانات کو ذکر کیا جاتا ہے، ان واقعات میں جنگ احزاب یا غزوہ خندق، قبائل کی ریشہ دوانیاں، ان کی سرکوبی اور طلایہ وقراولی کی مہمیں، فتح عظیم یا معاہدہ حدیبیہ، مشرکوں سے مناکحت کی ممانعت، حضرت ام حبیبہ سے نکاح اور حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن العاص کا ایمان لانا شامل ہے۔ ان واقعات کو ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ ڈاکٹر صاحب یوں رقمطراز ہیں: تحریک اسلام کے فروغ کے دو بڑے اسباب تھے: ایک اس کی صداقت وحقانیت، دوسرا

مسلمانوں کی یہ تبلیغ کہ ان کا دین اسلام سب ادیان سے افضل ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے معاہدہ حدیبیہ کو فتح عظیم قرار دیا، اور باقاعدہ تفصیل کے ساتھ اس معاہدے کے ایک ایک نکات کو بھی ذکر کیا، اور اس معاہدے پر تبصرے کرتے ہوئے لکھتے ہیں: صلح حدیبیہ تاریخ اسلام کے اہم ترین واقعات میں سے ہے، اس سے تحریک اسلام کی تاریخ کا درخشندہ باب شروع ہوتا ہے، اس نے سارے عرب میں اسلام کے ثقافتی انقلاب کے لیے زمین ہموار کر دی، اسی لیے قرآن مجید نے صلح حدیبیہ کو فتح مبین سے تعبیر کیا ہے۔(38)

8۔ تحریک اسلام کو عالمگیر بنانے کی کوششوں کا آغاز اور اسلام کا ثقافتی انقلاب: جیسا کہ عنوان بالا سے واضح ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس باب کے تحت تحریک اسلام کو عالمگیر بنانے کے لیے کوششوں کا آغاز کیا، اور باقاعدہ یکم محرم 7 ہجری، 11 جولائی 628ء کو آپ ﷺ نے باقاعدہ ایک خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا: اٹھو اور میری طرف سے پیغام حق پہنچاؤ۔ اور پھر آپ ﷺ نے ایک ہی دن میں چھ حکمرانوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط لکھوا کر سفیروں کے ذریعے بھیجے، جن میں حضرت دحیہ بن خلیفۃ الکلبی کو قیصر روم، حضرت عمرو بن امیہ الضمری کو نجاشی بادشاہ حبشہ، حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی کو خسرو پرویز شہنشاہ ایران، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو عزیز مصر، حضرت سلیط بن عمرو عامری کو روسائے یمامہ اور حضرت شجاع بن وہب الاسدی کو حارث غسانی رئیس حدود شام شامل تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے باقاعدہ تمام بادشاہوں کے لکھے جانے والے خطوط کا اردو ترجمہ کے ساتھ متن بھی ذکر کیا ہے، اور تمام خطوط کو ذکر کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں: ہمیں یہ حقیقت کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ آپ ﷺ کے رسالتی یا تبلیغی خطوط تاریخ کی انتہائی اہم و مستند دستاویزات اور روح اسلام و نبوت کے آئینہ دار ہیں۔ تاریخ کا یہ ریکارڈ صیہونی و صلیبی مشینریوں کے لیے، جن کا منصب و مقصود اسلام اور پیغمبر اعظم و آخر ﷺ سے متعلق مسلمانوں میں بالخصوص اور غیر مسلموں میں بالعموم تشکیک پیدا کرنا ہے، ایک ایسا چیلنج ہے جس کے وہ کبھی حریف نہیں ہوسکتے اور جس نے ان کے ابلیسی پراپیگنڈے کی قلعی کھول دی ہے۔ (39)

9۔ رحمۃ للعالمینی کا دوسرا رخ: یہ باب مدنی زندگی کا آخری باب ہے، جس کے تحت ڈاکٹر صاحب نے چار عنوانات ذکر کیے ہیں، جن میں رحمۃ للعالمینی کے پہلے رخ کی کامیابی و تکمیل، حجۃ الوداع و تاریخی خطبہ، دوسرے رخ کی ابتداء کی بشارت اور آپ ﷺ کا وصال بالرفیق الاعلی شامل ہیں۔(40)

ضمیمہ: خطبہ حجۃ الوداع: اس ضمیمہ کے تحت ڈاکٹر صاحب نے مکمل خطبہ حجۃ الوداع کو باقاعدہ عربی نص اور اس کے اردو ترجمہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور آخر یا شروع میں اس پر ڈاکٹر صاحب نے کوئی بھی تبصرہ نہیں کیا ہے۔

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی سیرت نگاری کی علمی وادبی حیثیت:

کتاب "پیغمبر اعظم وآخر ﷺ" ادبی خصوصیات: کسی بھی مصنف کے سیرت نگاری کے جو پہلو قابل ذکر ہوتے ہیں ان میں سے ایک ادبی خصوصیت ہے، جس میں سیرت نگار کے ان پہلو کا جائزہ لیا جاتا ہے جن کا تعلق براہ راست ادب سے ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے باب میں ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی حیات وخدمات کے تحت ذکر کر چکے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب بہت ساری کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، اور آپ کی تمام تصنیف کردہ کتب میں ادبی جھلک موجود ہے۔ آپ کے ان ادبی شاہکار میں سے ایک "پیغمبر اعظم وآخر ﷺ" ہے۔ آپ کی یہ کتاب جہاں رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ پر مشتمل ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب کی ادیبانہ شخصیت بھی بلکل واضح نظر آتی ہے۔ اور اردو میں جن سیرت نگاروں نے ادیبانہ طرز اختیار کیا ان میں سے ایک ڈاکٹر نصیر احمد ناصر بھی تھے، مثال کے طور پر ڈاکٹر صاحب کی کتاب "پیغمبر اعظم وآخر ﷺ" سے مندرجہ ذیل چند اقتباسات قابل ذکر ہیں:

1۔ صبر میرا لباس ہے: لباس عریانی اور جسمانی معائب کی پردہ پوشی کرتا، شدائد موسم سے بچاتا، نیز آرائش وتزئین کے کام بھی آتا ہے، لہذا صبر بھی انسان کی کئی قسم کی نفسیاتی ومادی کمزوریوں اور عیوب کی پردہ پوشی کرتا، اسے خوف وغم کی اذیتوں، اغیار کی شماتت اور طنز واستہزاء سے بچاتا اور عزت نفس کی حفاظت کرتا ہے، نیز وہ انسان کا بھرم قائم رکھتا ہے، اور اس کی ہوا اکھڑنے نہیں دیتا۔(41)

2مژدہ نبوت: آپ ﷺ پیکر حسن وعشق تھے، انسان کا عشق اپنا ہو تو دل کو آگ لگا دیتا ہے، اس آگ میں تاریکی، یاس اور اذیت ہوتی ہے جس میں عقل سرگرداں اور روح بھٹکتی، جلتی اور تڑپتی رہتی ہے، لیکن عشق دیگر ہو تو اس دل کو آگ تو لگتی ہے، لیکن اس آگ میں حسن، نور اور ٹھنڈک ہوتی ہے، اس سوز نورانی سے روح کو طمانیت وٹھنڈک کی مسرت ملتی ہے، عقل میں سلامتی، دل میں رجائیت اور زندگی میں حرکیت پیدا ہوتی ہے، عشق رحمۃ للعالمین کو حسین انسانی معاشرے کو دیکھنے اور اس کے لیے ہمہ گیر جمالیاتی انقلاب لانے کی آرزو تو تھی، لیکن اسے اتنی خبر کہاں تھی کہ اسے سریر آرائے نبوت کیا جائے گا اور اس کی تب وتاب کو جاودانی بنا دیا جائے گا، عشق کو تو واقعی اپنی خبر نہ تھی، لیکن دوست کو تو اس کا علم تھا، روح حیات کو تو اس کا انتظار تھا، اور کار پردازان قدرت تو اس ساعت انقلاب انگیز کے منتظر تھے، آخر وہ لمحہ معین ومنتظر آ ہی گیا۔(42) ان اقتباسات سے بخوبی اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی سیرت نگاری تحریکی وانقلابی رنگ غالب ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو صرف حیات رسول ﷺ کی روشنی میں بیان کرنے کو ناپسند کرتے ہیں بلکہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب "پیغمبر اعظم وآخر ﷺ" کو عنوان ہی ایسا دیا ہے جس اس یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب رسول اللہ ﷺ کی انقلابی زندگی کو بیان کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اور

قاری کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی وہ حیات مبارکہ پیش کی جس کے مطالعے سے قاری کے اندر ایک دین اسلام کے پیغام کو عام کرنے اور اس کے مطابق معاشرہ کے قیام کے لیے حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس بات کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو ایک تاریخی واقعات کی صورت میں پیش نہیں کیا، بلکہ ایک زندہ وجاوید تحریک کی صورت میں پیش کیا، اور باقاعدہ عصر حاضر کے سرمایہ دارانہ، جاگیر دارانہ اور اشتمالی انقلابات سے سیرت رسول ﷺ سے ثابت تحریک اسلام اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے انقلاب کے ساتھ باقاعدہ تقابل کیا ہے۔

کتاب "پیغمبر اعظم وآخر ﷺ" کی مؤرخانہ حیثیت: کسی بھی کتاب کی مورخانہ حیثیت اس کتاب میں مذکور مورخانہ اسباب وعلل کا تعین ہوتا ہے۔ چنانچہ ذیل میں کتاب "پیغمبر اعظم وآخر ﷺ" میں مذکور مورخانہ اسباب وعلل سے متعلق اقتباسات کو نقل کیا جاتا ہے تاکہ اس کتاب کی مورخانہ حیثیت مزید واضح ہوسکے، چنانچہ جنگ فجار میں رسول اللہ ﷺ کی شرکت کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بنی نوع انسان کو استحصالی قوتوں کی محکومی وغلامی، مشرکانہ عقاید واوہام اور مناسک ورسومات سے نجات دلانے کے لیے آپ ﷺ کو مستقبل میں جہاد کرنا تھا، لہذا قدرت آپ ﷺ کو اس کٹھن، صبر آزما اور انقلاب آفریں جدوجہد کے لیے تیار کر رہی تھی، چنانچہ ایسے تجربات سے گزرنے کے لیے اس نے آپ ﷺ کو مواقع بھی فراہم کر دیے۔(43)

کتاب "پیغمبر اعظم وآخر ﷺ" کا تحریری وتصنیفی وصف: اللہ تعالی نے ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کو تحریر وتصنیف کا ایک خاص سلیقہ عطا فرمایا تھا، اور اسی خاص وصف کی وجہ سے ان کی تحاریر عمومی طور پر اور کتاب "پیغمبر اعظم وآخر ﷺ" خصوصی نمایاں نام رکھتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی اس کتاب کے مطالعے کے بعد قاری کتاب کی ترتیب وتبویب کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا، کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے کتاب میں پہلے دیباچہ، پھر مقدمہ مرتب انداز میں ذکر کیا ہے اور پھر اس کے بعد اصطلحات کا الگ سے ایک باب ذکر کیا ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی اور پھر مدنی زندگی، اور آخر میں ضمیمہ کے طور پر خطبہ حجۃ الوداع کا متن اردو ترجمہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ مکی اور مدنی زندگی کو مزید ابواب میں تقسیم کیا ہے، اور ہر ایک باب کو علیحدہ عنوان کے تحت ذکر کیا ہے، اور ہر باب کو شروع کرنے سے پہلے اس باب کی فہرست کا ذکر کیا جائے، جس کی وجہ قاری کے لیے دوران مطالعہ آسانی پیدا ہو جاتی ہے، اور وہ بار بار تفصیلی فہرست کی طرف رجوع نہیں کرتا، اور ہر باب کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اسی باب کی فہرست سے آنے والے مضامین کی کا خاکہ اپنے ذہن میں بٹھالیتا ہے، جس سے مطالعہ میں گہرائی پیدا ہوتی ہے، اور مضامین ایک عمدہ انداز میں قاری کے ذہن میں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر

صاحب کے تحریری اوصاف میں سے ایک وصف تلخیص ہے، ڈاکٹر صاحب لمبے چوڑی بحثوں کو نظر انداز کرتے ہیں اور ایک ہی مسئلہ میں کئی کئی اقوال نقل نہیں کرتے، کیونکہ اس سے قاری کا ذہن راویوں کے اقوال اور ان کے اختلافات میں الجھ کر رہ جاتا ہے، اسی وجہ سے ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں اختصار مگر جامعیت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو قلمبند کیا ہے۔

کتاب "پیغمبر اعظم و آخر" کا اسلوب اور بنیادی مصادر و مراجع:

کتاب "پیغمبر اعظم و آخر" کا اسلوب بیان: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ لکھنے والے کسی بھی مصنف کی سیرت نگاری کا تعین اس مصنف کے انداز بیاں سے ہوتا ہے، چنانچہ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر صاحب کی سیرت نگاری کا کتاب "پیغمبر اعظم و آخر ﷺ" میں انداز بیان تحریکی اور انقلابی رہاہے، اور ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب رسول اللہ ﷺ کی شخصی زندگی کے احوال قلمبند کرنے پر اکتفا نہیں کیا ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ، نزول قرآن اور دعوت اسلام سے ابھرنے والی تحریک اور انقلاب کو بیان کرنے پر زور دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب کے دیباچے میں دنیا کے مختلف انقلابات پر تبصرہ کرنے کے بعد تحریک اسلام کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں: انقلاب عموما انقلابی تحریک کے ذریعے لایا جاتا ہے، اور تحریک ایسی مستقل حرکت عمل سے عبارت ہے جس کا محرک اس کا نعرہ ہوتا ہے اور یہ نعرہ تحریک کے عقاید جلیلہ و محرکہ اور نصب العین کی علامت ہوتا ہے۔۔۔ اس اعتبار سے اسلام حقیقی معنوں میں ایک انقلابی جمالیاتی تحریک ہے، جس کا مقصد افراد کے قلوب کی اصلاح کرکے ان کے اخلاق کو عظیم اور کردار کو حسین بنانا، اور ان کے لیے استحصالی یا اصطلاح قرآنی میں فرعونی، ہامانی اور قارونی قوتوں سے پاک وصاف ایک ایسا حسین معاشرہ تعمیر کرنا ہے جس کا الہ، معبود و محبوب اور مطلوب و مقصود اور رب رزاق و پروردگار اور آقا و ملک صرف اور تنہا اللہ تعالی ہو۔(44)

کتاب "پیغمبر اعظم و آخر" کے بنیادی مصادر و مراجع: کسی بھی سیرت نگار کی سیرت نگاری کی اہمیت کا اندازہ اور اس کتاب کی مقبولیت کا معیار اس کے مآخذ اور مراجع و مصادر پر ہوتا ہے، چنانچہ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر صاحب نے پوری کتاب میں ہر باب کے آخر میں باقاعدگی کے ساتھ حواشی و حوالہ جات کا تفصیلی ذکر کیا ہے، اور باقاعدہ جو بات جس کتاب سے نقل کی ہے اس کا حوالہ دیا ہے، چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے ان میں سرفہرست قرآن کریم شامل ہے کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے براہ راست قرآن کریم سے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو بیان کرنے کوشش کی ہے، البتہ آیات کا نص بہت ہی کم ذکر کیا ہے، اور عمومی طور پر اس کا ترجمہ ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے، اور حواشی میں سورت کا نام، سورت کا نمبر اور آیت نمبر ذکر کیا ہے۔ اور ترجمہ قرآن شاہ عبد القادر محدث دہلوی کے ترجمہ قرآن سے نقل کیا ہے۔ اور تفاسیر قرآن میں سے علامہ ابن جریر الطبری کے

شہرہ آفاق تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن، علامہ ابن کثیر کی تفسیر القرآن الکریم المعروف تفسیر ابن کثیر، علامہ قرطبی کی تفسیر الجامع لاحکام القرآن، قاضی ثناءاللہ پانی پتی کی تفسیر مظہری اور اردو تفاسیر میں سے بعض جگہ مولانا ابوالکلام آزاد کے حوالے بھی دیے ہیں، اور اس کے علاوہ قرآنی مفردات کے لیے علامہ راغب اصفہانی کی کتاب مفردات قرآن کے حوالے بھی بخوبی ذکر کیے ہیں۔

کتب احادیث میں ڈاکٹر صاحب نے صحاح ستہ یعنی امام بخاری اور امام مسلم کی الجامع الصحیح، امام ترمذی کی جامع السنن، امام ابو داود کی سنن ابی داود اور اس کے علاوہ کتب احادیث میں خطیب التبریزی کی مشکوۃ المصابیح بھی شامل ہے۔ البتہ شروحات احادیث میں علامہ ابن حجر العسقلانی کی فتح الباری شرح البخاری، علامہ بدر الدین عینی کی عمدۃ القاری، علامہ شبیر احمد عثمانی کی فتح الملہم شرح مسلم، علامہ انور شاہ کشمیری کی فتح الباری شامل ہے۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر صاحب نے احادیث کو نقل کرتے ہوئے متن حدیث ذکر نہیں کیا بلکہ ترجمہ حدیث ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے، اور احادیث کے رواۃ اور جرح وتعدیل سے متعلق کوئی بات نہیں کی، البتہ حدیث نقل کرتے ہوئے راوی اول کا ذکر عموما کیا ہے، اور کتب احادیث کے ابواب اور کتب کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ اسی طرح کتب تراجم میں علامہ ابن حجر عسقلانی کی الاصابہ فی تمیز الصحابہ، علامہ ابن سعد کی الطبقات الکبری اور علامہ ابن عبد البر کی الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب شامل ہے۔

کتب تاریخ وسیر میں ڈاکٹر صاحب نے جن کتب سے استفادہ کیا ہے ان میں علامہ ابن الاثیر الجزری کی الکامل فی التاریخ، علامہ ابن تیمیہ کی المنتقی من اخبار المصطفی، علامہ ابن قتیبہ کی عیون الاخبار، علامہ ابن قیم کی زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، علامہ ابن ہشام کی السیرۃ النبویہ، علامہ بلاذری کی فتوح البلدان، ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن کی تاریخ الاسلامی السیاسی، شیخ خطاب محمود شیث کی الرسول القائد، ڈاکٹر شوقی ضیف کی تاریخ الادب العربی العصر الجاہلی اور تاریخ الادب العصر الاسلامی، علامہ علی بن برہان الحلبی کی السیرۃ الحلبیہ، شیخ عبد الحیٔ الکتانی کی نظام الحکومۃ النبویہ، محمد حسین ہیکل کی حیات محمد، مولانا ابو الکلام آزاد کی رسول عربی، مولانا امین احسن اصلاحی کی اسلامی ریاست، مولانا حامد الانصاری کی اسلام کا نظام حکومت، علامہ شبلی نعمانی کی سیرت النبی، علامہ حفظ الرحمن سیوہاروی کی اسلام کا اقتصادی نظام، عبد الحمید صدیقی کی انسانیت کی تعمیر نو اور اسلام، شیخ فضل الرحمن نعیم کی محسن انسانیت، شیخ عبد الرحمن عزائم کی تاجدار دوعالم، مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی سیرت المصطفی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی رسول اکرم کی سیاسی زندگی اور عہد نبوی کا نظام حکمرانی، قاضی سلمان منصورپوری کی رحمۃ للعالمین، علامہ سید سلیمان

ندوی کی سیرت النبی اور خطبات مدراس، مولانا معین الدین ندوی کی تاریخ الاسلام، اور مولانا ابو الاعلی مودودی کی اسلامی ریاست اور تذکار محمد ﷺ شامل ہیں۔

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر صاحب نے اپنی کتاب میں غیر مسلم مصنفین کی کتب سے بھی بخوبی استفادہ کیا ہے جن میں منٹگمری واٹ، نکھولسن، ٹور انڈرائے، گب اور ولیم میور شامل ہیں البتہ ان میں سب سے زیادہ استفادہ منٹگمری واٹ کی کتب سے کیا ہے۔

نتائج تحقیق:

اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے اس مقالہ کی تکمیل کی توفیق بخشی اور دوران مقالہ اس کی مدد مکمل شامل حال رہی، مقالہ کے آخر میں مقالہ نگار جن نتائج تک پہنچے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل اہل عرب کے مذہبی، روحانی، اخلاقی، سیاسی، معاشی اور ثقافتی احوال کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اسلامی معاشرے کا خاکہ بیان کرتے ہوئے اسلام کے روحانی، عمرانی، معاشی، سیاسی، ثقافتی اور عسکری اصول کو ایک مستقل باب کے تحت ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں اسلام کی روحانی زندگی کا اصل الاصول تقوی، عمرانی زندگی کا اصل الاصول حسن عمل، سیاسی زندگی کا اصل الاصول ان الحکم إلا للہ، عسکری زندگی کا اصل الاصول جہاد کو قرار دیا ہے، اس کے علاوہ حسن، صداقت، طہارت اور ثقافت جیسے عناصر کو فکری و عملی زندگی کا لازمی جزء بنانا ثقافتی زندگی کا اصل الاصول قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں اسلامی معاشرے کی اساس محبت اور عقیدہ مکافات عمل کو قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کی روشنی میں اسلام کا فلسفہ جمالیات جس میں انسان کی جمالیاتی حس وجمالیاتی ذوق، جمالیاتی اخلاقی اقدار کا شعور واحترام، کائنات کا فلسفہ جمالیات جیسے موضوع کو گہرائی کے ساتھ اجاگر کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی شخصی حیات کو ذکر کرنے کی بجائے، آپ ﷺ کی انقلابی وتحریکانہ زندگی، انقلاب اور تحریک کے اسباب، اصول اور نتائج کو بیان کرنے پر زیادہ زور دیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی زبان انتہائی ادیبانہ ہے عموما ایک ہی مطلب کو مترادف الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے اپنی کتاب میں علماء کے اختلافی اقوال کو جمع نہیں کیا، بلکہ صرف اپنی آراء اور ڈاکٹر صاحب کے نزدیک جو قول راجح تھا صرف ان کو بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں اردو، فارسی یا عربی اشعار انتہائی کم ذکر کیے ہیں البتہ جن اشعار کو ذکر کیا ہے ان میں سے بہت کم اشعار کا ترجمہ ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو ادیبانہ عنوانات کے تحت بیان کیا ہے جو انتہائی دلچسپ اور قابل توجہ ہیں۔ اور ڈاکٹر صاحب کی کتاب پیغمبر اعظم وآخر ﷺ میں تحریکانہ وانقلابی سیرت نگاری کا رنگ غالب ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت اس طرح پیش کیا تاکہ وہ یہ ثابت کر سکیں کی آپ ﷺ کی سیرت حقیقت کی آئینہ دار ہے اور اسلام ایک جامد ورجعت پسند مذہب نہیں، بلکہ یہ ایک زندہ وجاوید، فطری، دینی اور مزاجاً انقلابی تحریک ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو بیان کرنے میں سیرت رسول ﷺ کے مصادر اصلیہ واساسیہ قرآن وحدیث پر سب سے زیادہ اعتماد کیا ہے، البتہ قرآنی آیات اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے الفاظ ذکر کرنے کی بجائے ان کے ترجمے کو ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے اور ان کے حوالے حواشی میں اہتمام کے ساتھ بیان کیے ہیں۔

سفارشات:

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر صاحب کی علمی اور ادبی شخصیت کو مزید اجاگر کرنے کی ضرورت ہے جس میں "ڈاکٹر نصیر احمد ناصر بحیثیت مفسر قرآن"، "دینی ادب پر اردو ادب کے اثرات ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی شخصیت کا خصوصی مطالعہ" جیسے عنوانات پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کے لیول پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ مختلف مجلات، کانفرنس اور سیمینار میں ڈاکٹر نصیر احمد ناصر صاحب کی علمی اور ادبی شخصیت پر مقالات پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر صاحب کی کتاب "پیغمبر اعظم وآخر ﷺ" سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر ایک اہم کتاب ہے، البتہ یہ کتاب اب مکتبوں اور لائبریریوں میں عام طور پر نہیں ملتی، اور اس کتاب میں مشکل الفاظ کا استعمال بھی ہوا۔ اس لیے مقالہ نگار کی رائے ہے کہ اس کتاب کو دوبارہ شائع کیا جائے تاکہ کتاب ناپید ہونے سے محفوظ رہے اور مشکل الفاظ کو سہل کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ نئی نوجوان نسل کو مطالعہ کرنے میں آسانی ہو جائے۔ اس کے علاوہ نئے ایڈیشن میں ڈاکٹر صاحب کی حیات کو بھی کتاب کے شروع میں ذکر کیا جائے۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب کے شخصی احوال عام طور پر کتابوں میں مذکور نہیں ہیں، اور خود مقالہ نگار کو بھی اس معاملے میں بہت مشکلات پیش آئیں، جس کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کے مکمل شخصی احوال ذکر نہیں کر سکا۔

حوالہ جات و حواشی

1) دیکھیے: ایم آر شاہد، "لاہور میں مدفون مشاہیر"، جلد: 1، ص: 292، الفیصل ناشران و تاجران کتب، اردو بازار، لاہور، اشاعت دوم، جولائی 2007ء۔

M R Shahid, *Lahor me madfoon mashai'air,* Vol: 1, Pag: 292, Al-faisal Nashiran wa tajran kuttub, Urdo Bazar, Lahor, second publication, July 2007.

2) دیکھیے: ایم آر شاہد، "لاہور میں مدفون مشاہیر"، جلد: 1، ص: 292۔

M R Shahid, Lahor me madfoon mashai'air, Vol: 1, Pag: 292

3) دیکھیے: حوالہ سابقہ۔

Ibid.

4) ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، "اقبال اور جمالیات"، ص: 8، اعتقاد پبلی کیشن ہاؤس نئی دہلی، ناشر: دائرہ معارف اسلامیہ، اشاعت اول مئی 1978ء۔

Dr. Naseer Ahmed Nasir, Iqbal and Jamaliat, Pag: 8, Itqad Publication House, New Dehli, Dairah Maarif Islamia, first publication, May 1978

5) ایضاً، ص: 20۔

Ibid, Pag: 20

6) ایضاً، ص: 20-21۔

Ibid, Pag: 20-21

7) ناصر، ڈاکٹر نصیر احمد، پیغمبر اعظم و آخر، ص: 22، 23، فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ، لاہور، اشاعت اول: 1988ء۔

Nasir, Dr. Naseer Ahmed, Paighmber Azam wa Akher, Pag: 22, 23, Feroz sons Pvt limited, 1988.

8) پیغمبر اعظم و آخر، ص: 22-31

Paighmber Azam wa Akher, Pag: 22-31

9) سورۃ نساء: 59

Surha Al-nisa: 59

10) یہ روایت قاضی عیاضؒ نے اپنی کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفی میں حضرت علیؓ سے نقل کی ہے۔ دیکھیے: قاضی، ابو الفضل، عیاض الیحصبی، ج: 1، ص: 146، دار الجیل، بیروت، لبنان، اشاعت اول، 1432ھ۔

Qazi, Abu Al-fadhal, Iiaz al-yahsabi, Vol: 1, Pag: 146, Dar Al-jeil, Beurot, Lebinan, 1432 A.H.

11) پیغمبر اعظم و آخر، ص: 24-25۔

Paighmber Azam wa Akher, Pag: 24-25

12) ایضاً، ص: 53-68۔

Ibid, Pag: 53-68

13) ایضاً، ص: 69۔

Ibid, Pag: 69

14) ایضاً، ص: 87۔

Ibid, Pag: 87

15) ایضاً، ص:99-112۔
Ibid, Pag: 99-112
16) ایضاً، ص:95۔
Ibid, Pag: 95
17) ایضاً، ص:118-119۔
Ibid, Pag: 118-119
18) سورۃ الاحزاب:45۔ سورۃ البقرۃ:143۔
Surha Al-ahzab: 45. Surah Al-baqrah: 143
19) پیغمبر اعظم وآخر، ص:168-169
Paighmber Azam wa Akher, Pag: 168-169
20) ایضاً، ص:182۔
Ibid, Pag: 182
21) شبلی، شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ج:1، ص:109، مکتبہ مدنیہ، لاہور، 1408ھ۔
Shibli, Shibli Numani, Seerah-tul-nabee (PBUH), Vol: 1, Pag: 109, Maktaba madina, Lahor, 1408 A.H.
22) پیغمبر اعظم وآخر، ص:183-185۔
Paighmber Azam wa Akher, Pag: 183-185
23) ایضاً، ص:211-225۔
Ibid, Pag: 211-225
24) ایضاً، ص:235-254
Paighmber Azam wa Akher, Pag: 235-254
25) سورۃ المدثر:2، 3، 4، 5۔
Surah Al-mudasir: 2, 3, 4, 5
26) سورۃ المائدہ:3۔
Surha Al-maidah: 3
27) پیغمبر اعظم وآخر، ص:364-371
Paighmber Azam wa Akher, Pag: 364-371
28) ایضاً، ص:282۔
Ibid, Pag: 282
29) ایضاً، ص:389-391
Ibid, Pag: 389-391
30) ایضاً، ص:392-393
Ibid, Pag: 392-393
31) ایضاً، ص:393-394
Ibid, Pag: 393-394
32) ایضاوآخر، ص:400-414
Ibid, Pag: 400-414
33) ایضاً، ص:418-428

Ibid, Pag: 418-428

34)ایضا، ص:455-437

Ibid, Pag: 437-455

35)ایضا، ص:495-482

Ibid, Pag: 482-495

36)ایضا، ص:501-525

Ibid, Pag: 501-525

37)ایضا، ص:531-551

Ibid, Pag: 531-551

38)ایضا، ص:557-585

Ibid, Pag: 557-585

39)ایضا، ص:591-599

Ibid, Pag: 591-599

40)ایضا، ص:636

Ibid, Pag: 636

41)ایضا، ص:61

Ibid, Pag: 61

42)ایضا، ص:257

Ibid, Pag: 257

43)ایضا، ص:193

Ibid, Pag: 193

44)ایضا، ص:26

Ibid, Pag: 26